قسطوں پر خریدے گئے پلاٹ کے مہنگا ہوجانے کی صورت میں زکوٰۃ کا حکم

ریفرنس نمبر: Pin 6468 تاریخ: 08-03-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ زید نے ایک پلاٹ 5 لاکھ روپے کا تجارت کی نیت سے خریدا اور اس کی رقم پانچ سال میں ادا کرنی ہے۔ ایک سال گزرنے پر اس کی مارکیٹ ویلیو 7 لاکھ ہو گئی، تو کیا اس پر زکوٰۃ فرض ہو گی اور ہو گی، تو کتنی ہو گی؟

نوٹ: سائل نے وضاحت کی ہے کہ پلاٹ متعین ہے اور صرف رجسٹری زید کے نام نہیں ہوئی، البتہ جب ایجاب و قبول ہوا، تو بائع و مشتری اسی پلاٹ پر موجود تھے اور بائع و مشتری (بیچنے خریدنے والے) دونوں کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ یہ زمین آپ کی ہے اور میں نے آپ کو اتنے کی بیچی اور زید نے قبول بھی کر لیا تھا اور بائع کی طرف سے اسی وقت یہ اختیارات بھی دے دیئے گئے تھے کہ اب آپ اس پر اپنا مکان وغیرہ بنا سکتے ہیں یا اس کے علاوہ جو چاہیں کر سکتے ہیں حتی کہ آپ کو یہ زمین بیچنے کا بھی اختیار ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

صورتِ مسئولہ میں جب زید نے تجارت کی نیت سے پلاٹ خریدا، تو وہ پلاٹ مالِ تجارت ہو گیا اور چونکہ پلاٹ کی خرید وفروخت کے لیے ایجاب و قبول کرتے وقت زید اور پلاٹ کا مالک وہیں موجود تھے اور زید کو اس میں مالکانہ تصرفات کا مکمل طور پر اختیار بھی دے دیا گیا، تو شرعی طور پر اس پلاٹ پر زید کا قبضہ بھی ہو گیا، لہٰذا زید پر اُس پلاٹ کی زکوٰۃ سال بہ سال فرض ہو گی، جبکہ قرض اور حاجاتِ اصلیہ (ضرورت کی چیزوں مثلاً رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے وغیرہ) کو نکالنے کے بعد وہ مالکِ نصاب بنتا ہو اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں قیمتِ خرید کا اعتبار نہیں، بلکہ جس تاریخ کو زید کے نصاب پر قمری سال مکمل ہو رہا ہے، اُس دن کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا۔ مثلاً زید نے وہ پلاٹ 5 لاکھ کا خریدا تھا اور جب نصاب پر قمری سال مکمل ہوا، تو اب اُس کی قیمت 7 لاکھ ہے، تو 7 لاکھ کے حساب سے اُس کی زکوٰۃ دینی ہو گی، لیکن چونکہ بندے پر جتنا قرض ہو، اُتنے پر زکوٰۃ نہیں ہوتی، لہٰذا اگر زید کے نصاب کا قمری سال مکمل ہوا اور اُس پر پلاٹ کی کچھ رقم بصورتِ قسط قرض ہے، لہٰذا جتنی اقساط باقی ہوں، انہیں منہا (مائنس) کر کے جو قیمت بچے، وہ اور دیگر اموالِ زکوٰۃ کا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے، یوں ہی اگر آئندہ سال بھی کچھ

اقساط باقی ہوئیں، تو جتنی قسطیں رہتی ہوں گی، وہ مالِ زکوۃ سے منہا ہوں گی وعلی ھذا القیاس (اسی پر اگلے سالوں کی زکوۃ کو قیاس کر لیں)۔

کسی قسم کی پراپرٹی مثلاً مکان یا دکان یا پلاٹ وغیرہ جو چیز بھی بیچنے کی نیت سے خریدی جائے، وہ مالِ تجارت کہلاتا ہے اور اُس پر زکوۃ فرض ہو گی نیز نصاب کا سال مکمل ہونے پر جو اُس کی قیمت بنتی ہو گی، زکوۃ کی ادائیگی میں اُسی کا اعتبار ہو گا۔ چنانچہ امام شمس الائمہ سرخسی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: "ان اشتری دارا للتجارۃ فحال علیھا الحول زکاھا من قیمتھا" ترجمہ: اگر کسی نے تجارت کے لئے مکان خریدا، تو سال مکمل ہونے پر وہ شخص اُس کی قیمت کے اعتبار سے اُس کی زکوۃ دے گا۔

(المبسوط للسرخسی، ج2، ص207، دار المعرفة، بیروت)

زمین یا کسی پلاٹ پر زکوۃ ہو گی یا نہیں؟ اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں **مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد وقار الدین قادری** علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "**کسی چیز کو خریدنے کے وقت اگر یہ ارادہ ہے کہ اس کو فروخت کرے گا، تو وہ مال** تجارت ہو جاتا ہے، اس کی قیمت پر زکوۃ ہوتی ہے۔" **(وقار الفتاوی، ج2، ص388، بزم وقار الدین، کراچی)**

سال مکمل ہونے پر جو قیمت ہو گی، اُس کا اعتبار ہو گا۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے: "وتعتبر القیمۃ عند حولان الحول" ترجمہ: (زکوۃ ادا کرنے میں) سال پورا ہونے کے وقت کی قیمت کا اعتبار ہو گا۔

(فتاوی عالمگیری، ج1، ص197 تا 198، مطبوعہ کراچی)

صدر الشریعۃ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "مالِ تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہو گی، اُس کا اعتبار ہو گا۔" **(بہار شریعت، ج1، حصہ5، ص907، مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

زکوۃ سے قرض منہا ہوتا ہے۔ چنانچہ تنویر الابصار مع الدر میں ہے: "(فلا زکاۃ علی۔۔مدیون للعبد بقدر دینہ) فیزکی الزائد ان بلغ نصابا" ترجمہ: جس پر کسی بندے کا قرض ہو، اُس قرض کی مقدار زکوۃ نہیں ہو گی۔ ہاں! اگر قرض نکال کر بچنے والا بقیہ مال، نصاب کو پہنچ جائے، تو اُس کی زکوۃ دینی گی۔

(تنویر الابصار مع الدر، ج3، ص214 تا 215، مطبوعہ پشاور)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

12 رجب المرجب 1441ھ 08 مارچ 2020ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے
آفیشل پیج daruliftaahlesunnat/ اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے